اخبار و عبر

دوارکا کی تباہی

ایک فوجی مجاہد کا ایمان و شجاعت سے لبریز خط

میں اپنے وعدہ کے مطابق آج آپ کو اپنی مصروفیات کی مختصر سی داستان سنا ہی دیتا ہوں ۴ ستمبر کو ہم حسب معمول اپنی جنگی مشقوں کے لئے کھلے سمندر میں نکل گئے۔ ۶ ستمبر کو صدر محترم نے ریڈیو پاکستان سے ہنگامی حالات کا اعلان کیا۔ اور صاف الفاظ میں فرمایا کہ "عزیز ہموطنو! بزدل دشمن نے سرزمین لاہور پر اچانک حملہ کرکے ہماری غیرت کو چیلنج کیا ہے۔ جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اور خدا آپ کا حامی ہے۔ آگے بڑھو اور دشمن کو کچل کے رکھ دو۔" بس پھر کیا تھا تقریر سن کر خون کھولنے لگا۔ دشمن سے ٹکر لینے کے لئے بے قرار ہوگئے۔ ہم بیک وقت اپنے ساحل کا دفاع بھی کرتے رہے۔ اور اگر ساٹھ ستر میل دور سمندر کے اندر کوئی بڑی مچھلی بھی کروٹ لیتی تو بجلی کے حاص آلات اور راڈر سے پتہ چل جاتا کہ کوئی چیز حرکت کر رہی ہے۔ اور پھر ہمارے جہاز جنگی سکیم کے مطابق تیز رفتاری سے اس وقت تک پیچھا کرتے جب تک نزدیک جاکر حقیقت کا پتہ نہ چلتا۔ شب و روز لوگ توپوں اور دیگر آلات پر تیار رہتے فرصت کا وقت ملنا حرام ہوگیا۔ نہ آرام کا وقت نہ نیند کا وقت یہاں تک کہ حجامت اور غسل کا وقت ملنا بھی دشوار ہوگیا۔ پوزیشن سنبھالے ہوئے لوگ روٹی کھاتے اور ادھر ہی دن رات پڑے رہے۔ ایک طرف سمندر کی طوفانی لہروں سے جہاز بری طرح اوپر نیچے ہوتا۔ کئی آدمیوں کو بری طرح الٹیاں بلکہ خون کی الٹیاں تک آتی رہیں۔ دوسری طرف ذرا سے وقفہ کے لئے ڈیوٹی چھوڑنا محال تھا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ لوگ سوچ سمجھ کر غسل کے لئے وقت نکال لیتے، ابھی پہنچنے بھی نہ پاتے کہ پھر خطرے کی گھنٹی بج جاتی۔ جس حالت میں ہوتے وہاں پہنچ جاتے۔ یہاں تک کہ میں نے تو اپنا مصلیٰ بھی اسی جگہ رکھ دیا جہاں پر حملے کے وقت ڈیوٹی دی گئی تھی، اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ کئی دفعہ تو اللہ سے معافی مانگ کر بغیر سمت قبلہ معلوم کئے نیت باندھ لیتا۔ گو جہاز میں قطب نما ہوتا ہے۔ مگر ڈیوٹی ایسے کمرے میں ہے جہاں صرف مشینیں چلتی ہیں۔ اسے ایک سکینڈ کے لئے نہیں چھوڑا جاسکتا، اور اگر چوری چھپے چھوڑیں تو قوم سے غداری وطن سے غداری اسلام سے غداری کے

مرتکب ہوتے ہیں۔ جہاز کی یہ حالت ہے۔ کہ ہر دو منٹ کے بعد سمت بدل رہا ہے۔ یہ کیوں؟ جنگی چال اور حالات کا تقاضا۔ کئی دفعہ غسل کرتے وقت ابھی صابن نکلا نہیں ہے۔ کہ گھنٹی بج گئی اور اپنی جگہ پر پہنچنا پڑا۔ ادھر نماز کا وقت آیا۔ بس صرف پاجامہ پہنا ہوا ہے۔ اور تولیہ لپیٹ کر سینے کے اوپر دونوں کونے باندھ لئے اور اللہ کے سامنے سربسجود ہو جاتا۔ بہرحال کچھ عجیب وغریب شب و روز تھے۔ مگر اللہ کا فضل ہے کہ اس نے زبردست ہمت دی۔ یہ اس کا احسان عظیم ہے ورنہ مجھ گنہگار میں اتنی ہمت کہاں۔ فضل ربی سے جذبۂ جہاد بڑھتا گیا۔ دشمن سے ٹکر لینے کے لئے ہم سخت بے چین رہتے۔ شب و روز گذرتے گئے۔ سفینۂ سمندر تھا اور ہم تھے۔ اس دوران کراچی پر ہندوستان کے ہوائی جہاز وقتاً فوقتاً بمباری کرنے لگے۔ یہ جہاز جام نگر کے ہوائی اڈے سے اڑتے اور دوارکا کی بندرگاہ کے پاس جب پہنچ جاتے تو دوارکا کا راڈار اسٹیشن ان کو کراچی پر حملہ کرنے کے لئے مدد دیتا۔ آخرکار وہ نیک وقت آگیا۔ کہ ہمارے بیڑے کو اس اڈے کے تباہ کرنے کا حکم مل گیا۔ کراچی سے ۲۱۰ میل دور جا کر ہم نے اللہ کے فضل سے وہ جنگی چال چلی کہ دشمن کے گھر میں گھس گئے اور آدھی رات کے قریب پوزیشن لیکر وہ گولہ باری کی جو تاریخ میں دوارکا کی تباہی کے الفاظ سے یاد رہے گی ——— اس گھن گرج کا کیا کہوں تمام بیڑہ بیک وقت اپنے بھاری توپ خانے سے گولہ باری کرتا رہا۔ گویا ایک قیامت برپا تھی۔ دور دشمن کے فوجی ٹھکانوں پر ایسے شعلے بھڑک رہے تھے گویا افق پر آگ لگی ہوئی ہے۔ اسی اثنا میں دشمن نے کنارے کے بھاری توپخانے سے ہم پر گولے برسائے مگر سب آسمان کی طرف جاکر ختم ہو گئے۔ گویا ذات ربی نے دشمن کو ایسا بدحواس کیا کہ وہ یہ اندازہ ہی نہیں لگا سکا کہ ہم تو اس کے سر پہ چڑھ کر اس کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس اثنا میں ہم نے ان کے نیوی کیمپ۔ ہوائی اڈہ۔ کنارے کی توپیں اور راڈار اسٹیشن تباہ کر کے بالکل خاموش کر دئے۔ امید ہے کہ اب وہاں دس پندرہ سال تک گھاس بھی کبھی نہ اُگے گی۔ اس کے بعد ہم برق رفتاری سے کراچی کی طرف روانہ ہوئے تاکہ دشمن موقع سے فائدہ اٹھا کر کراچی پر حملہ نہ کر دے۔ مشکل سے چھ سات منٹ گذرے ہوں گے کہ دشمن کے ہوائی جہازوں نے بڑے پیمانہ پر حملہ کیا۔ غالباً تیس چالیس کی تعداد تھی۔ انہوں نے پہلا حملہ کیا اور پھر ہمارے جہاز وہ توپیں حرکت میں لائے جو خاص ہوائی جہازوں کے خلاف استعمال ہوتی ہیں۔ یہ ہر بحری جہاز پر کافی تعداد میں ہوتی ہیں۔ اور بہت تیز رفتاری سے گولے نکالتی ہیں۔ ایک دفعہ پھر آسمان پر انگارے ہی انگارے نظر آنے لگے۔ ہمارے بیڑے نے چشم زدن میں

تین جہاز گرائے جو سمندر کی بھینٹ چڑھ گئے ——— اب وہ چکمہ لگا کر دوبارہ حملہ کی تیاری کر رہے تھے۔ کہ عین اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ظہور پذیر ہوا جس کو دیکھ کر سر اللہ تعالیٰ کے حضور میں سر بسجود ہو جاتا ہے۔ ہوا یہ کہ جب ہم گولہ باری کر رہے تھے۔ تو صاف اور شفاف چاندنی رات تھی۔ مگر جب ہوائی جہازوں سے پہلے حملہ میں مدبھیڑ ہوئی تو اچانک سیاہ بادلوں کے بے شمار ٹکڑے چاند پر اور چار کے ارد گرد چھا گئے۔ اور گھپ اندھیرا ہوا جس سے دشمن اندھا ہو گیا۔ اور ہماری پوزیشن معلوم کرنا اس کے لئے ناممکن ہو گیا۔ اور ناکام لوٹ گیا۔ یہاں تک کہ ہم بخیر و عافیت اپنے علاقہ میں پہنچ گئے ——— اس کے بعد ہم سطح سمندر اور ہوا میں اپنا شکار ڈھونڈتے رہے۔ مگر کاش کہ اُن کے جہاز جب راڈار کے ذریعے ہمارا پتہ لگا لیتے تو دم دبا کر بھاگ نکلتے ——— انہوں نے کئی دفعہ ہوائی حملے کئے مگر نزدیک آنے کی جرأت نہیں کر سکے۔ دور دور سے جلوہ دکھا کر بھاگ جاتے۔ حملے اور دشمن سے ٹکر لینے کے لئے ایمان کی حرارت چاہیئے۔ وہ نامراد اس سے محروم ہیں۔ حالانکہ ان کی نیوی ہم سے تین گنا سے بھی زیادہ ہے۔ مگر ہم ہمیشہ اکھاڑے میں ڈنڈ نکالتے رہے اور ان کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ ایک دفعہ ان کے بارہ جہازوں کی نقل و حرکت کا پتہ چلا۔ گویا ہمیں شکار مل گیا۔ پورے زور سے مقابلہ کے لئے بھاگے، کچھ دور جا کر ہمارے جہاز کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ بائی کمانڈر نے گھیرہ ڈالنے کے لئے ہمارے جہاز کے عملے کو خدا حافظ کہہ دیا۔ ہمیں بڑی خوشی تھی کہ ہمیں یہ شرف حاصل ہوا۔ مگر بے دین بھاگنے لگے یہاں تک ۱۰۰ میل تک ہم لوگوں نے پیچھا کیا۔ اور آخر کار آرڈر ملا کہ واپس لوٹ آؤ۔ اس سے دل شکنی ہوئی مگر حکم ماننا ضروری ہوتا ہے۔

۲۳ ستمبر کو جب جنگ بندی پر عمل کرنا تھا۔ انہوں نے بدلہ لینے کی ایک ناکام کوشش کی اور ہمارے ایک جہاز پر تین جہازوں نے مل کر حملہ کیا۔ ہمارے بیڑے کے جہاز کے عملے نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر توپیں داغ دیں اُن کا ایک جہاز چشم زدن میں ۲۳۰ اشخاص کی نفری کے ساتھ سمندر کی تہہ میں پہنچ گیا یہ ایک خاص قسم کا جہاز تھا جس کی قیمت ۵۰ لاکھ پونڈ تھی۔ باقی دو جہاز بھاگ گئے جن میں سے ایک بڑی مشکل سے بندرگاہ میں پہنچ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دل و دماغ کو ایسا سکون بخشا ہے کہ قطعاً دنیا کی رنگینی کی اس وقت کوئی پرواہ نہیں۔ ہم سب خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ارض مقدس کی حفاظت اور جہاد جیسے فریضہ ادا کرنے کا نادر موقع دیا ہے۔ ورنہ کہاں ہم گنہگار بندے اور کہاں

(باقی صفحہ ۱۹ پر)